وہابیت کے چہرے

مصنف:

صائب عبدالحمید

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے"

قال رسول اللہ ﷺ: "اِنّی تارِکٌ فِیکُم الثَّقلَین، کتابَ اللہِ، وعِترَتی أھلَ بیتی ما إن تَمَسَّکتُم بِھِما لَن تَضِلُّوا اَبَدًا واِنَّھُما لَن یَفتَرِقا حتّیٰ یَرِدا عَلَیَّ الحَوض".

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہلبیت (علیہم السلام)، اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹/۳، ۳۶۶/۴ و ۳۷۱، ۱۸۲/۵، ۱۸۹ اور ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳ وغیرہ)

وہابیت کے چہرے

وہابیت کے چہرے

مصنف:

صائب عبدالحمید

نام کتاب: وہابیت کے چہرے

مصنف: صائب عبدالحمید

مترجم: شعبۂ ترجمہ

پیشکش: معاونت فرہنگی ادارۂ ترجمہ

ناشر: مجمع جہانی اہلبیت

طبع اول: ۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء

تعداد: ۳۰۰۰

پریس: لیلیٰ

ISBN:964-529-094-5

WWW.ahl-ul-bayt.org

info@ahl-ul-bayt.org

فہرست

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچے وکلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے اپنی قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق وحقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی

قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو وسعت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے ہوں تو مذہب عقل وآگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہلبیتؑ اوران کے پیروؤں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت وپاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پرواکئے بغیر مکتب اہلبیتؑ نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء ودانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں

اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہلبیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامران زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہلبیت کونسل) مجمع جہانی اہلبیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہلبیت عصمت و طہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کے فروغ دینے کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہلبیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے

علمبردار خاندان نبوتؐ و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مولفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب (الوهابية فی صورتها الحقيقية) مکتب اہلبیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو فاضل محترم جناب صائب عبدالحمید کی تالیف ہے اور شعبہ ترجمہ نے اسے اردو زبان کے ترجمے سے آراستہ کروایا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے ان تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہلبیت علیہم السلام

پہلی فصل

وہابیت اور اس کا بانی

جیسا کہ فرقۂ وہابیت کے نام ہی سے واضح ہے کہ یہ فرقہ محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان نجدی سے منسوب ہے جو ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن عبد الوہاب نے تھوڑی بہت دینی تعلیم حاصل کی تھی مگر کیونکہ انھیں جھوٹے مدعیان نبوت، یعنی مسیلمۂ کذاب، سجاح، اسود عنسی اور طلیحۂ اسدی جیسے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کافی دلچسپی تھی اسی بنا پر اپنی تعلیم کے دوران ہی ان کے اندر انحراف اور گمراہی کے آثار اس حد تک نمایاں ہو چکے تھے کہ ان کے والد اور اساتذہ اس خطرہ سے لوگوں کو ہوشیار کرنے پر مجبور ہو گئے اس بارے میں ان حضرات کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

"یہ (محمد بن عبد الوہاب) بہت جلد گمراہ ہونے والا ہے اور جن لوگوں کو خداوند عالم اپنی رحمت سے دور کرکے شقاوت (بدبختی) میں مبتلا کرنا چاہے گا انہیں اس کے ذریعہ گمراہ کردے گا"

۱۱۴۳ھ میں محمد بن عبد الوہاب نے اپنے نئے مذہب (فرقہ) کی طرف لوگوں کو دعوت دینا شروع کی تو سب سے پہلے ان کے والد اور اساتذہ ہی اس انحراف کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی تمام باتوں کا جواب دیتے رہے اسی لئے انہیں کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ ہوسکا۔

یہاں تک کہ ۱۱۵۳ھ میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا جس کے بعد انہوں نے دوبارہ سادہ لوح عوام کے درمیان اپنے افکار (وہابیت) کی تبلیغ شروع کردی، اگرچہ اس بار چند کم مایہ افراد نے موصوف کی پیروی ضرور کی مگر ان کے شہر والوں نے ہی ان کے خلاف ہنگامہ کردیا اور وہ ان کے قتل پر تیار ہوگئے جس کے خوف سے انہیں "عینیہ" شہر کی طرف فرار ہونا پڑا، وہاں پہونچ کر وہ وہاں کے حاکم سے اتنا قریب ہوئے کہ اس کی بہن سے شادی کرلی. اور وہاں بھی اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ جاری رکھی مگر وہاں بھی لوگوں نے ان کا جینا دوبھر کردیا اور بالآخر شہر بدر بھی کردئے گئے وہ وہاں سے نجد کے مشرقی علاقہ "درعیہ" (نامی جگہ)

کی طرف بھاگے جہاں اس سے پہلے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمۂ کذاب
اور اس جیسے دوسرے باطل فرقوں اور مذاہب نے سر ابھارا تھا۔

شاید یہ اسی سرزمین کا اثر تھا کہ محمد بن عبدالوہاب کے نظریات
یہاں پروان چڑھنے لگے اور وہاں کے حاکم محمد بن سعود اور اس کی رعایا
نے ان کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا۔

اس شخص کو اگرچہ اجتہاد سے کہیں دور کا واسطہ بھی نہیں تھا پھر بھی یہ
ہر مسئلہ میں ایک مسلم الثبوت مجتہد کی طرح دخل اندازی کرتا رہتا تھا اور اسے
گذشتہ یا اپنے ہم عصر مجتہدین کے اقوال اور نظریات کی کوئی پروا نہ تھی۔

یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ خود موصوف
کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب جو اپنے بھائی کو دوسروں سے بہتر
جانتے اور پہچانتے تھے یہ الفاظ ان کے ہیں، انہوں نے اپنے بھائی کی
گمراہی، انحراف اور اس کی باطل پر مبنی جھوٹی تبلیغ کے بارے میں ایک
کتاب تالیف کی ہے جس میں بہت ہی مختصر اور جامع انداز میں وہابیت
اور اس کے موجد کے بارے میں وہ یوں رقمطراز ہیں:

"آج لوگ ایسے آدمی کے ہاتھوں امتحان میں مبتلا ہو گئے ہیں
جو کتاب وسنت کی طرف اپنی نسبت دیتا ہے اور انہیں دونوں سے استنباط کا
دعویٰ کرتا ہے اور چاہے جو شخص بھی اس کی مخالفت کرے اسے کوئی پروا نہیں

ہے وہ اپنے مخالفوں کو کافر سمجھتا ہے جب کہ اس کے اندر اجتہاد کی کوئی ایک علامت بھی موجود نہیں ہے بلکہ خدا کی قسم اس کے اندر اجتہاد کی علامت کا دسواں حصہ بھی موجود نہیں ہے اس کے باوجود اس کی باتیں بعض نادانوں اور (سادہ لوح عوام) پر اثر انداز ہو رہی ہیں جس کے بعد "انا للہ وانا الیہ راجعون" ہی کہا جا سکتا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے محمود شکری آلوسی کی تالیف تاریخ نجد، شیخ سلیمان بن عبد الوہاب کی کتاب الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ، ص ۷، یا فتنہ وہابیت، ص ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری فصل

وہابی نظریات کی بنیادیں

وہابیت کی دو بنیادیں ہیں: ظاہری اور باطنی (خفیہ)

ان کا ظاہری دعویٰ تو یہی ہے کہ یہ لوگ کامل اور خالص توحید کے مبلغ اور شرک و بت پرستی کے خلاف جنگ و جہاد کے علمبردار ہیں. اگرچہ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ تاریخ وہابیت میں اس کا کوئی عملی نمونہ نہیں دکھائی دیتا۔

وہابیت کا خفیہ کام اسلامی فرقوں کے درمیان اختلاف اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر مغربی استعمار کی خدمت کرنا ہے اور ان کا یہ خفیہ مقصد ہی ان کی تمام ریشہ دوانیوں کی بنیاد ہے اور وہابیت نے روز اول سے آج تک اپنے اسی منصوبہ پر اپنی پوری طاقت اور دولت صرف کی ہے اور صرف اسی مقصد کے تحت یہ لوگ سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ "حقیقی توحید اور شرک و بت پرستی سے مقابلہ" یہ ایک ایسا حسین اور پرکشش نعرہ ہے جس کے تحت وہابی حضرات خوشی خوشی اکٹھا ہو جاتے ہیں. جب کہ انہیں خود ہی یہ معلوم نہیں رہتا کہ دراصل یہ سب کچھ اس فرقہ کے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کے لئے انجام دیا جا رہا ہے۔

تاریخ وہابیت سے متعلق تحقیق کرنے والے مورخین اور محققین نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ فرقہ دراصل حکومت برطانیہ کی وزارت مستعمرات کے براہ راست حکم سے وجود میں آیا ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے خیری حماد کی تالیف عمدۃ الاستعمار سنٹ جون فیلبی یا عبداللہ فیلبی کی تاریخ نجد، اسرائیل کے پہلے صدر ہیمز وائز من کی ڈائری، مسٹر ہمفرے کی نوٹ بک، یا ڈاکٹر ہمایوں ہمتی کی تالیف "وہابیت: تنقید و جائزہ" ملاحظہ فرمائیے۔

تیسری فصل

وہابیت کے فکری سرچشمے

وہابی فرقہ کے عقائد دو طرح کے ہیں:

وہ عقائد جن کے بارے میں قرآن یا سنت میں کوئی نص موجود ہے، اس سلسلہ میں وہابیوں کا یہ خیال ہے کہ وہ ایسے عقائد کو براہ راست کتاب وسنت سے حاصل کرتے ہیں اور اس بارے میں کسی مجتہد کی طرف رجوع نہیں کرتے چاہے وہ مجتہد صحابی ہو یا تابعی اور یا کوئی امام ہو۔

دوسرے وہ عقائد جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے اس کے لئے وہ اپنے خیال کے مطابق امام احمد بن حنبل اور ابن تیمیہ کے فقہی فتووں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

لیکن ان دونوں ہی مقامات پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا

اور وہ تضاد گوئی کے جال میں پھنس کر رہ گئے، اسی وجہ سے وہ عجیب و غریب حرکتوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔

مثال کے طور پر چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

الف: وہابی حضرات نے بعض آیات وروایات کے جو معنی خود سمجھے ہیں وہ اسی پر مصر ہیں چاہے وہ اجماع امت کے سراسر خلاف ہی کیوں نہ ہوں، اسی لئے شیخ محمد عبدہ نے ان کی یہ پہچان بیان کی ہے "وہابی حضرات ہر تقلید کرنے والے (مقلد) سے زیادہ تنگ نظر اور غصہ ور ہیں اسی لئے جن قواعد وضوابط پر دین کا دارومدار ہے یہ ان سے تمسک کے بغیر جس لفظ سے انہیں جو کچھ سمجھ میں آتا ہے اسی پر عمل کرنے کو واجب سمجھتے ہیں۔ [الاسلام والنصرانیہ، مؤلفہ محمد عبدہ، با حاشیہ رشید رضا، ص ۹۷، طبع دوم)

ب: وہابی حضرات اگرچہ امام احمد بن حنبل کی پیروی کے مدعی ہیں مگر وہ اپنے ہی امام کے نظریات کے مخالف ہیں. کیونکہ یہ لوگ اپنے مخالف کو کافر سمجھتے ہیں جب کہ امام احمد بن حنبل کے فتووں میں وہابیوں کو اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں ملی ہے بلکہ اس کے برعکس امام احمد بن حنبل کے تمام نظریات ان کے دعووں کے برخلاف نظر آتے ہیں یعنی امام حنبل کسی اہل قبلہ (مسلمان) کو گناہ کبیرہ یا صغیرہ کرنے کی وجہ سے

کافر نہیں سمجھتے مگر یہ کہ وہ بے نمازی ہو۔ [العقیدۃ لاحمد بن حنبل، ص ۱۲۰]

اسی طرح ابن تیمیہ کے یہاں بھی وہابیوں کے اس عقیدہ کی کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ ابن تیمیہ سے منقول چیزوں میں تو ان کے بالکل مخالف بات نظر آتی ہے۔

اس سلسلہ میں ابن تیمیہ کے الفاظ یہ ہیں: ''جو شخص اپنے موافقین سے دوستی رکھے اور اپنے مخالفین کا دشمن ہو اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرے اور جو لوگ فکری یا اجتہادی اعتبار سے اس کے مخالف ہیں (موافق نہیں ہیں) انہیں کافر و فاسق قرار دے اور ان سے جنگ کرنے کو مباح کہے وہ خود اہل تفرقہ و اختلاف ہے۔ [فتووں کا مجموعہ: ابن تیمیہ، ج ۳، ص ۳۴۹]

اس طرح ابن تیمیہ کے نظریہ کے مطابق وہابی فرقہ، اہل تفرقہ واختلاف ہے۔

ج: قبروں اور مزاروں کی زیارت کے بارے میں وہابیوں کے عقیدہ کا لازمہ یہ ہے کہ خود امام احمد بن حنبل یا ان کے ہم خیال گذشتہ اور موجودہ تمام علماء بلا استثناء سب ایسے مشرک ہیں جن سے دور رہنا اور انہیں قتل کرنا اور ان کے اموال کو تاراج کرنا واجب ہے جبکہ خود ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے امام حسینؑ کی قبر کی زیارت

اورزائرین کے لئے کچھ ضروری آداب پرمبنی ایک رسالہ لکھا ہے۔ مزید یہ کہ ابن تیمیہ نے ہی یہ بھی تحریر کیا ہے کہ: "امام احمد بن حنبل کے زمانہ میں لوگ امام حسینؑ کی زیارت کے لئے کربلا جاتے تھے"۔ [کتاب راس الحسینؑ، ابن تیمیہ جو کتاب استشہاد الحسینؑ طبری کے ساتھ طبع ہوئی ہے، ص ۲۰۹]

ایک طرف وہابیوں کے عقیدہ کے مطابق قبروں کی زیارت کرنا اور مزارات پر حاضری دینا ایک ایسا شرک ہے جس کے مرتکب ہونے والے کی جان و مال مباح ہے دوسری طرف ابن تیمیہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک کچھ آداب کے ساتھ زیارت کی جاسکتی ہے اب ہر شخص خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ ان حضرات نے اپنے اس عقیدہ میں خود امام احمد بن حنبل (جن کو اپنا پیشوا قرار دیتے ہیں) اور ان کے دور کے علماء کے علاوہ ایسے تمام علماء کو مشرک، نیز ان کے خون (جان) اور مال کو مباح قرار دیا ہے جو قبروں کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور ان کی نظر میں زیارت قبور ایک مستحب عمل تھا۔

بلکہ وہابیوں کے اس عقیدہ کا لازمہ تو یہ ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک پوری امت مسلمہ ہی کافر ہے جس میں صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔

اگر حق یہی ہے تو پھر یہ حضرات کس بنا پر اپنے کو امام احمد بن

حنبل یا گزشتہ مسلمانوں سے وابستہ سمجھتے ہیں؟۔

د: اسی طرح شفاعت پیغمبرؐ سے متعلق وہابیت کا دوسرا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں: "جو شخص پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد آپ سے شفاعت طلب کرے وہ ایک عظیم شرک کا مرتکب ہوا ہے کیونکہ ایسے شخص نے پیغمبر اکرمؐ کو بت بنادیا اور اس نے غیر خدا کی عبادت کی ہے" لہذا یہ حضرات اس کے خون اور مال کو مباح جانتے ہیں۔ [تطہیر الاعتقاد: صنعانی، ص ۷]

جب کہ صحیح روایات کے ذریعہ یہ ثابت ہے کہ بہت سے صحابہ اور تابعین اس عمل کو انجام دیتے تھے اور ان کی دعا بھی بہت جلد مستجاب ہوتی تھی اور وہ اپنی حاجت حاصل کر لیتے تھے۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب، الزیارۃ، ج ۷ میں، ص ۶ ـ ۱۰۱ پر اس بات کو صحیح قرار دیا ہے اور چند سندوں کے ساتھ اسے بالتفصیل بیہقی، طبرانی، ابن ابی دنیا، احمد بن حنبل اور ابن سنی سے نقل کرنے کے علاوہ یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ اس بات کی دلیل اور برہان موجود ہے اگرچہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق اس کی مخالفت پر مصر بھی ہیں لیکن پھر بھی ابن تیمیہ نے مسئلہ شفاعت کو وہابیوں کی طرح شرک اکبر نہیں قرار دیا ہے۔

لہذا وہابیوں کے نظریہ کے مطابق، اصحاب پیغمبرؐ اور ان کی پیروی کرنے والے تمام حضرات ایسے مشرک ہیں جو واجب القتل ہیں

بلکہ عقیدۂ وہابیت کے مطابق نہ صرف یہ کہ یہی حضرات مشرک ہیں بلکہ اگر کوئی شخص یہ سن لے کہ صحابہ اور ان کے تابعین نے پیغمبرؐ سے شفاعت طلب کی تھی اور وہ ان کے اس عمل سے بیزاری کا اظہار نہ کرے اور انھیں کافر نہ سمجھے تو اس کی جان و مال بھی مباح ہے۔

سبحان اللہ!!

وہابیت اپنے اس عقیدہ اور مذہب کے بعد امت مسلمہ میں کس کو مسلمان سمجھتی ہے اور اپنے اسلاف میں کس کی پیروی باقی رہ جاتی ہے؟؟!!

چوتھی فصل

صحابہ کے بارے میں وہابیوں کا عقیدہ

الف: پہلے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہابی عقائد کے مطابق اکثر صحابہ یا کافر ہیں یا مشرک! اور اس میں وہ تمام صحابہ شامل ہیں جو پیغمبرؐ کی وفات کے بعد آپؐ سے شفاعت طلب کرتے تھے اور آپ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے جاتے تھے یا اسے جائز سمجھتے تھے، یا دوسروں کو یہ اعمال انجام دیتے ہوئے دیکھتے، مگر بیزاری کا اظہار نہیں کرتے تھے، حتی کہ جو لوگ اس کے جواز کے قائل تھے اور وہ انہیں کافر یا مشرک اور ان کی جان و مال وغیرہ کو حلال نہیں قرار دیتے تھے وہ بھی اسی حکم میں ہیں!!

یہ بات وہابی عقائد کا لازمہ ہے اور ان کا موجودہ نظریہ بھی یہی ہے۔

لیکن یہ لوگ اپنی باتوں کے دوران صحابہ کا جو احترام کرتے

ہوئے دکھائی دیتے ہیں، در حقیقت ان باتوں کے ذریعہ یہ لوگ سادہ لوح عوام کو فریب دیتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے یہ اپنا اصل عقیدہ بیان کرنے سے ڈرتے ہیں لہذا ان کے خوف کی وجہ سے صحابہ کی تکفیر کے مسئلے کو صحیح انداز سے بیان نہیں کرتے۔

ب: وہابیوں نے پیغمبرؐ کے بعد زندہ رہ جانے والے صحابہ کو ہی نشانہ نہیں بنایا بلکہ آنحضرتؐ کی حیات طیبہ میں آپ کے ساتھ رہنے والے صحابہؓ کرام بھی ان کی گستاخیوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ بانی وہابیت محمد بن عبدالوہاب کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے:

''اگرچہ بعض صحابہ آنحضرتؐ کی رکاب میں جہاد کرتے تھے، آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور حج کرتے تھے پھر بھی وہ کافر اور اسلام سے دور تھے''!! [الرسائل العملیۃ التسع، مؤلفہ محمد بن عبدالوہاب، رسالۂ کشف الشبہات، ص ۱۲۰، مطبوعہ ۱۹۵۷ء]

ج: صحابہ کے بارے میں وہابیوں کے اس عقیدہ کی تائید ان چیزوں سے بھی ہوتی ہے جو ان کے علماء اور قلم کاروں نے یزید کی تعریف اور حمایت میں تحریر کیا ہے۔ جب کہ تاریخ میں یزید جیسا صحابہ کا اور کوئی دشمن نہیں دکھائی دیتا جس نے صحابہ کی جان ومال اور عزت وآبرو کو بالکل

حلال کر دیا تھا نیز یزید جیسا اور کوئی ایسا شقی نہیں ہے جس نے تین دن تک اپنے لشکر کے لئے (واقعہ حرہ میں) مدینہ کے مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو سب کچھ حلال کر دی ہو۔

چنانچہ تین دنوں کے اندر مدینہ میں جو لوگ بھی مارے گئے وہ صحابہ یا ان کے گھر والے ہی تھے اور جن عورتوں اور لڑکیوں کی عزت تاراج کی گئی ان سب کا تعلق بھی صحابہ کے گھرانوں سے ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آئندہ سال مدینہ کی ایک ہزار کنواری لڑکیوں کے یہاں ایسے بچوں کی ولادت ہوئی جن کے باپ کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔

واقعہ حرہ سے پہلے یزید کی سب سے بڑی بربریت کربلا میں سامنے آئی جب اس نے خاندان رسالت و نبوت کی اٹھارہ (۱۸) ہستیوں کو تہ تیغ کر ڈالا جن کے درمیان آنحضرتؐ کے پیارے نواسے اور آپ کے دل کے چین حضرت امام حسینؑ نیز ان کے بیٹے، بھتیجے اور دوسرے اعزاء و اقرباء حتی کہ ۶ مہینے کا شیر خوار بچہ بھی تھا۔

یزید کا ایک بڑا جرم یہ بھی ہے کہ اس نے مکۂ مکرمہ پر حملہ کر کے خانہ کعبہ میں آگ لگوائی۔

جی ہاں!

وہابی حضرات اسی یزید کے قصیدہ خواں ہیں!! اب اس کا راز کیا

ہے؟ یہ کون بتائے!۔

ہوسکتا ہے (شاید) صحابہ اور ان کی عورتوں اور بچوں کے اوپر ظلم و تشدد اور ان کے ساتھ اس ناروا سلوک کی بنا پر ہی یہ لوگ یزید کی تعریف کرتے ہوں!!

مزید تعجب یہ کہ! یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اور شراب پیتا تھا......اور فقہ امام ابوحنیفہ کے مطابق (وہابی حضرات جس پر عمل پیرا ہونے کے مدعی ہیں) انہیں اس کی صرف اسی حرکت کی بنا پر اسے کافر قرار دے دینا چاہیے مگر وہ پھر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسے معذور قرار دیتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے؟ کہ یزید کی ان تمام حرکتوں کو جاننے کے باوجود یہ لوگ اسے کچھ نہیں کہتے؟ بلکہ اس کی تعریف کرتے ہیں مگر جن لوگوں نے قبر پیغمبرؐ سے شفاعت طلب کرلی یا وہ آپ کی زیارت کی نیت سے آپ کی قبر مبارک پر چلے گئے ان کو کافر قرار دیدیا، چاہے وہ بڑے بڑے صحابہ، تابعین یا مجتہدین کرام ہی کیوں نہ ہوں؟۔

کیا یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ یزید نے اصحاب پیغمبرؐ کا خون بہایا، ان کی عزت و آبرو کو تاراج کیا اور ان کی ناموس کو ظالموں کے لئے مباح کر دیا تھا؟!

پانچویں فصل

صفات خدا کے بارے میں وہابیوں کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کے صفات کے بارے میں وہابی بالکل مجسمہ (جو لوگ خدا کے لئے جسم کے قائل ہیں) جیسا عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ یہ لوگ خدا کے لئے اعضاء و جوارح کے قائل ہیں جیسے ہاتھ، پیر، آنکھ یا چہرہ وغیرہ.... اس کے علاوہ اس کے لئے اٹھنے بیٹھنے، حرکت کرنے، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے، نیچے یا اوپر آنے، جانے کے بالکل اسی طرح قائل ہیں جو ان الفاظ کے ظاہری معنی سے سمجھ میں آتا ہے!!

خداوند کریم ہمیں ان نادانوں کی گمراہ کن باتوں اور عقائد سے اپنی امان میں رکھے۔ [عقیدہ واسطیہ، رسالۂ چہارم: عبداللطیف]

اس بارے میں وہابی فرقہ ابن تیمیہ کا پیرو ہے اور یہ در حقیقت

''حشویہ'' کا عقیدہ ہے جو اہل حدیث ہیں اور ان کے پاس اسلامی عقائد اور فقہ و اصول کا کوئی خاص علم نہیں، اسی لئے ان لوگوں کو حدیث کے الفاظ سے جو کچھ سمجھ میں آ جاتا ہے بس اسی کو اپنا عقیدہ بنا لیتے ہیں'' واضح رہے کہ حشویہ کا یہ عقیدہ، یہودیوں کے مجسمہ فرقہ کے عقائد سے ماخوذ ہے''۔

اس سے یہ بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ وہابی ایسے عقائد رکھتے ہیں جن کی تائید کے لئے وہ صحابہ یا تابعین (کے پہلے طبقہ) کے اقوال سے بطور دلیل ایک حرف بھی پیش نہیں کر سکتے پھر بھی ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ہمارے تمام اسلاف کا یہی عقیدہ تھا مگر اس کے ثبوت میں کوئی مستحکم اور متقن دلیل پیش کرنے کے بجائے اسے بے سر پیر کی لمبی چوڑی باتوں سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان تمام باتوں سے بڑھ کر، وہابیت کو اپنے اس عقیدہ کی دلیل کے لئے اس ایک بات کے علاوہ اور کچھ نہ مل سکا جو ابن تیمیہ کے منھ سے نکلی تھی اور وہ بھی ایسا جھوٹ ہے جو ان کے متعصب اور سادہ لوح پیروؤں کے علاوہ کسی کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

ابن تیمیہ نے وہابیت کے اس عقیدہ کی سب سے اہم دلیل اور سند کے بارے میں یہ کہا ہے: ''صحابہ کے درمیان قرآن کی کسی آیت صفات کی تاویل کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

اس کے بعد تحریر کیا ہے: "میں نے ان تفسیروں اور حدیثوں کا مطالعہ کیا ہے جو صحابہ سے منقول ہیں اور چھوٹی، بڑی سو سے زائد کتابوں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں جن کی صحیح تعداد خدا جانتا ہے لیکن اب تک مجھے کوئی ایسا صحابی نہیں ملا جس نے صفات (خدا) سے متعلق آیات وروایات کی تاویل، اس کے ظاہری معنی کے برخلاف بیان کی ہو۔ [تفسیر سورۂ نور، ابن تیمیہ، ص ۱۷۸، ۱۷۹]

اسی کتاب میں ابن تیمیہ نے تحریر کیا ہے... "کہ میں نے اپنی نشستوں (محفلوں) میں یہ بات متعدد بار بیان کی ہے۔"

لیکن ابن تیمیہ کا یہ بیان بالکل غلط ہے جس کا ثبوت وہ تمام کتابیں ہیں جو صفات خدا سے متعلق آیات کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں خاص طور سے وہ کتابیں جن میں صحابہ کی تفسیر نقل ہوئی ہے اس کے علاوہ خود وہ کتابیں بھی اس کی بہترین سند ہیں جن پر ابن تیمیہ نے زور دیا ہے اور یہ کہا ہے: "ان کتابوں نے صحابہ اور اسلاف کی تفسیروں کو صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے" اور انہیں کتابوں میں ان کی یہ من گڑھت اور جھوٹی باتیں موجود نہیں ہیں جن میں تفسیر طبری، تفسیر ابن عطیہ، تفسیر بغوی سب سے اہم کتابیں ہیں۔ [مقدمہ فی اصول التفاسیر، از ابن تیمیہ، ص ۵۱]

ان تمام تفسیروں میں صحابہ سے آیات صفات کی تاویل ان

کے ظاہری معنی کے برخلاف نقل ہوئی ہے اور تفسیر کا یہ انداز تمام آیات صفات میں یکساں طور پر نظر آتا ہے۔

مثال کے طور پر طبری، ابن عطیہ اور بغوی کے نظریہ کے مطابق آیۃ الکرسی کی تفسیر ملاحظہ فرمایئے: ان تمام حضرات نے اس سلسلہ میں ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "کرسیہ" سے علم خدا مراد ہے۔

ابن عطیہ نے اسی تفسیر پر اکتفا کی ہے اور اس بارے میں ابن عباس کے علاوہ بقیہ لوگوں سے جو کچھ بھی نقل ہوا ہے اسے اسرائیلیات اور حشویہ کی روایات قرار دیا ہے جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ [شوکانی نے فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۷۲، پر اسے ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے]

اسی طرح وہ تمام روایتیں جن میں کلمۂ "وجہ" آیا ہے جیسے 'وجہ ربک' اور 'وجہہ' یا 'وجہ اللہ' کے بارے میں صحابہ سے جو سب سے پہلی چیز نقل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ہر جگہ سیاق وسباق کے مطابق اس سے ارادہ یا ثواب وغیرہ مراد لیا ہے۔

لہٰذا خدا کے لئے جسم قرار دینے کے بارے میں وہابیوں کے عقیدہ کی صرف ایک دلیل، وہی تہمت ہے جسے وہ صحابہ کے سر تھوپتے ہیں اور سراسر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں، مشہور کتب تفسیر کی طرف جھوٹی نسبت دیتے ہیں جب کہ اس بارے میں تحقیق کرنا نہایت آسان ہے

کیونکہ ہر صاحب علم ان کتابوں کا مطالعہ کرکے صحیح صورتحال کا خود اندازہ کر سکتا ہے۔

مثال کے طور پر تفسیر بغوی ملاحظہ فرمایئے: جس کی تعریف و تمجید کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے یہ کہا ہے: ''اس میں جعلی اور گڑھی ہوئی احادیث نقل نہیں ہوئی ہیں'' اب اس تفسیر میں صفات خدا سے متعلق ان آیات کی تفسیر ملاحظہ کیجئے: سورۂ بقرہ، آیت ۱۱۵ و ۲۲۵ (آیۃ الکرسی) و ۲۷۲، سورۂ رعد آیت ۲۲، سورۂ قصص آیت ۸۸، سورۂ روم، آیت ۳۸ و ۳۹، سورۂ دہر، آیت ۹۔

تفسیر بغوی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو یہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ وہابیوں نے بزرگان دین اور اسلاف صالح پر کتنا بڑا بہتان لگایا ہے۔

چھٹی فصل

وہابی اور مسلمان

وہابیوں کی سب سے بڑی بدعت

وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں صرف وہابی ہی اصل موحد ہیں اور ان کے علاوہ بقیہ تمام مسلمان مشرک ہیں، لہٰذا انہیں یا ان کی اولادوں کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا جائز ہے اور ان کے علاقے (ممالک) کفر و شرک کے علاقوں (ممالک) میں شامل ہیں۔

اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جب تک کوئی مسلمان بھی رسولؐ خدا کی مسجد یا قبر اور ان کی زیارت کی نیت سے مدینہ جائے گا یا آپ سے شفاعت طلب کرے گا اس کے لئے "لا الہ الا اللہ" اور "محمد رسول اللہ" کی گواہی دینا بے فائدہ ہے۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جو مسلمان بھی مذکورہ باتوں کا عقیدہ

رکھتا ہے وہ مشرک ہے اور اس کا شرک دور جاہلیت کے مشرکوں، بت پرستوں اور ستارہ پرستوں سے بھی بدتر ہے۔ [مزید تفصیل کے لئے الرسائل العلمیہ التسع، مؤلفہ: محمد بن عبد الوہاب، ص۷۹، یا صنعانی کی تالیف: تطہیر الاعتقاد ص۱۲،۱۰ ور ص۳۵، فتح المجید، ص۴۰ و ص۴۱، اور رسالۂ اربع قواعد نیز رسالۂ کشف الشبہات، مؤلفہ: محمد بن عبد الوہاب یا وہابیوں کی دوسری اہم کتابیں ملاحظہ فرمایئے]

محمد بن عبد الوہاب نے کشف الشبہات نامی رسالہ میں تقریباً ۲۴ بار (اپنے پیرووں کے علاوہ) تمام مسلمانوں کے لئے شرک اور مشرک جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں اور بیس (۲۰) بار انہیں کفار، بت پرست، مرتد، منکر توحید، دشمن توحید، دشمن خدا اور اسلام کا مدعی کہا ہے اور عبد الوہاب کے پیرووں نے بھی اپنی کتابوں میں یہی سب کچھ تحریر کیا ہے۔

بھلا بتایئے، کیا واقعاً وہابیوں نے یہ عقیدہ اسلاف کے اجماع سے حاصل کیا ہے؟ یا انہوں نے دین میں یہ ایک خطرناک بدعت ایجاد کی ہے؟۔

اس سلسلہ میں ابن حزم نے یہ بنیادی قاعدہ وقانون بیان کیا ہے:

”کبھی بھی کوئی مسلمان، عقائد سے متعلق کسی مسئلہ میں اپنا نظریہ بیان کرنے سے نہ کافر ہوتا ہے نہ فاسق، اس کے بعد انہوں نے

ان بزرگوں کے نام ذکر کیے ہیں جو اس نظریہ کے قائل تھے، یہاں تک کروہ کہتے ہیں: "جہاں تک ہمارے علم میں ہے یہ تمام صحابہ کا قول ہے اور ہمیں اس بارے میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا ہے۔" [الفصل، مولفہ: ابن حزم، ج ۲، ص ۲۴۷، نیز کتاب الیواقیت والجواہر، مولفہ: شعرانی بحث ۵۸ ملاحظہ فرمائیں]

ابن تیمیہ نے خود اعتراف کیا ہے کہ خوارج کے علاوہ کسی شخص نے کسی مسلمان کو کسی گناہ یا اپنی رائے ظاہر کرنے کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا۔ [ابن تیمیہ کے فتووں کا مجموعہ، ج ۱۳، ص ۳۰]

لہٰذا وہابیوں نے اپنی اس بدعت میں خوارج کے علاوہ اور کسی کی پیروی نہیں کی ہے!!

ساتویں فصل

وہابی اور خوارج

عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کو راہ حق سے منحرف کرنے کے بارے میں وہابیوں اور خوارج کے درمیان اس درجہ شباہت پائی جاتی ہے کہ ایک محقق اور صاحب علم یہی سمجھتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے ان کے درمیان کافی فاصلہ پایا جاتا ہے۔

اب آپ ان دونوں فرقوں کی شباہت کی وجہیں ملاحظہ فرمایئے:

الف: تمام مسلمانوں کے برخلاف خوارج نے یہ کہا ہے کہ: گناہ کبیرہ کرنے والا کافر ہے۔

اسی طرح وہابیوں نے بعض کاموں کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ [مزید تفصیل کے لئے محمد بن عبدالوہاب کی کشف

المشبہات اور صنعانی کی تطہیر الاعتقاد ملاحظہ فرمایئے]

ب: جس اسلامی ملک اور علاقہ میں کسی گناہ کبیرہ کا رواج ہو جائے، خوارج اس کو دار کفر اور دار حرب قرار دیتے ہیں اور رسولخداؐ نے کفار کے ساتھ جو سلوک کیا تھا یہ بھی ان کے ساتھ اسی سلوک کو جائز سمجھتے ہیں یعنی ان کی جان ومال کو جائز قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی علاقہ کے مسلمان پیغمبر اکرمؐ یا دوسرے اولیائے الٰہی کی قبروں کی زیارت کو جائز سمجھیں اور ان سے شفاعت طلب کریں تو وہابی بھی ان کو کافر کہتے ہیں چاہے وہ اپنے زمانہ کے سب سے صالح اور عابد انسان ہی کیوں نہ ہوں۔

گذشتہ دونوں صورتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہابیوں کا عقیدہ خوارج کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ خوارج اس گناہ کو معیار قرار دیتے ہیں جو تمام مسلمانوں کی نظر میں گناہ کبیرہ ہے لیکن وہابی ان باتوں کی بنا پر دوسروں کو کافر اور ایسے اعمال کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں جو اصلاً گناہ نہیں ہیں بلکہ ان کے مستحب ہونے کے بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے اور (جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے) گذشتہ صالحین جیسے صحابہ، تابعین یا ان کے بعد آنے والے لوگوں کا بھی یہی عمل رہا ہے۔

ج: وہابیوں اور خوارج میں ایک شباہت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں

ہی دینی مسائل میں بیحد شدت پسند، ہٹ دھرم، متعصب مزاج اور عقل و شعور سے عاری ہوتے ہیں۔

جب خوارج نے قرآن مجید کی اس آیت "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ" حکم صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ [سورۂ انعام، آیت ۵۷] کو دیکھا تو انہوں نے کہہ دیا: جو شخص غیر خدا کو حکومت اور فیصلہ کا اختیار دے وہ مشرک ہے۔

مذکورہ آیت کو انہوں نے اپنا نعرہ ہی بنا ڈالا اور اس حق کلمے کا ناحق استعمال کرنے لگے۔ ان کی یہ حرکت ایک سراسر جہالت و نادانی یا ہٹ دھرمی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھی کیونکہ اختلافات پیدا ہو جانے کی صورت میں فیصلہ کرنا یا کرانا قرآن و عقل اور سنت پیغمبرؐ سے ثابت ہے اور اس بارے میں رسول اسلامؐ اور آپ کے صحابہ کی واضح سیرت موجود ہے۔

وہابیوں نے بھی جب ان آیتوں کو دیکھا "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (سورۂ فاتحہ، آیت ۴) "مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ" کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ (بقرہ، آیت ۲۵۵) "وَ لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ" اور فرشتے کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے مگر یہ کہ خدا اسکو پسند کرے (سورۂ انبیاء،

آیت ۴۸) تو یہ عقیدہ بنا لیا کہ جو شخص پیغمبر اکرمؐ یا اولیائے الٰہی سے شفاعت طلب کرے وہ مشرک ہے اور جو شخص پیغمبر اکرمؐ کی زیارت کرے اور آپ سے شفاعت طلب کرے اس نے آپ کی عبادت کی ہے اور آپ کو خدا قرار دے دیا ہے۔ مختصر یہ کہ وہابیوں کا نعرہ یہ ہوگیا "لا معبود إلا الله، و لا شفاعة الا لِلّٰه" اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور شفاعت کا حق صرف خدا کو ہے۔ یہ وہ حق کلمہ ہے جس سے وہ غلط معنی مراد لیتے ہیں، جو عجیب و غریب جہالت اور ہٹ دھرمی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے جب کہ صحابہ اور تابعین کی سیرت سے ان چیزوں کا جواز ثابت ہے (جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے)

د: ابن تیمیہ کا بیان ہے: "خوارج کا عقیدہ وہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں ظاہر ہوئی، اس عقیدہ کے پیرو مسلمانوں کو کافر اور ان کا خون بہانا حلال سمجھتے تھے۔" [ابن تیمیہ کے فتووں کا مجموعہ، ج ۱۳، ص ۲۰]

وہابیوں کی بدعت کی بھی بالکل یہی حالت ہے اور شائد یہ وہ آخری بدعت ہے جو اسلام میں ظاہر ہوئی ہے۔

ھ: وہ صحیح احادیث شریفہ جن میں خوارج اور ان کے خروج کا تذکرہ ہے ان میں سے بعض وہابیت پر بھی صادق آتی ہیں... جیسا کہ

ایک صحیح حدیث میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: "یخرج اناس من قبل المشرق یقرأون القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة سیماھم التحلیق" کچھ لوگ مشرق کی طرف سے خروج کریں گے جو قرآن پڑھتے ہونگے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے اس طرح باہر نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے، ان کی پہچان سر منڈانا ہے۔ [صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ۵۷، ح ۷۱۲۳]

قسطلانی نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے: مشرق سے مراد مدینہ کا مشرقی علاقہ ہے. جیسے نجد اور اس کے بعد کا علاقہ۔ [ارشاد الساری، ج ۱۵، ص ۶۷۶، مطبوعہ دار الفکر، ۱۴۱۰ھ]

نجد وہی علاقہ ہے جہاں سب سے پہلے وہابیت وجود میں آئی اور یہیں سے اس نے سر ابھارا ہے. نیز سر منڈانا وہابیوں کی پہچان تھی اور یہ لوگ اپنے پیروؤں کو اس کا حکم دیتے تھے، حتی کہ عورتوں کو بھی یہی حکم دیتے تھے، ان سے پہلے کسی بھی بدعتی فرقہ کی یہ پہچان نہیں رہی ہے یہی وجہ ہے کہ وہابیت کی ابتدا ہوتے ہی بعض علماء نے یہ کہا تھا "کہ وہابیت کے ابطال کے لئے کتاب لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کے ابطال کے لئے یہ قول پیغمبرؐ [ان کی پہچان سر منڈانا ہے] ہی کافی ہے"

کیونکہ ان کے علاوہ دین میں بدعت پیدا کرنے والے کسی بھی فرقہ کے یہاں یہ پہچان نہیں دکھائی دیتی۔ [فتنۃ الوہابیہ، مولف: زینی دحلان، ص ۱۹]

و: خوارج کے بارے میں پیغمبر اکرم کی یہ حدیث ہے: "... یقتلون اھل الاسلام و یدعون اھل الاوثان" مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے" [ابن تیمیہ نے فتووں کے مجموعے میں ج ۱۳، ص ۳۲ پر اس کا تذکرہ کیا ہے]

بالکل یہی حال وہابیوں کا بھی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اہل قبلہ پر ہی حملے کیے ہیں اور کبھی بھی کفار یا مشرکین سے کوئی جنگ نہیں کی بلکہ ان کی کتابیں جہاں اہل قبلہ سے جنگ و جدال کے ضروری ہونے کے بارے میں بھری پڑی ہیں وہاں کفار سے جہاد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے!

ز: امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے خوارج کے بارے میں یہ کہا ہے: "جو آیتیں کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں خوارج نے انہیں مومنین سے متعلق قرار دے دیا۔" [صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب ۵]

ابن عباس سے نقل ہوا ہے: "خوارج کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اہل کتاب اور مشرکین (کفار) کے بارے میں نازل ہونے

والی آیات کی تاویل اہل قبلہ کے بارے میں کی ہے اور وہ ان آیتوں کی معرفت سے بے بہرہ رہ گئے جس کے نتیجہ میں انہوں نے لوگوں کا مال لوٹا اور ان کا خون خرابہ کیا"۔

یہی وہابیوں کا حال ہے کہ وہ بت پرستوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کا مصداق مومنین کرام کو قرار دیتے ہیں. اس سلسلہ میں ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور آج بھی ان کا یہی عقیدہ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

ح: ایک سنی اور ایک وہابی کے درمیان گفتگو:

وہابی نے کہا: وہابیوں کی کتابیں وہی ہیں جو حنبلیوں کی کتابیں ہیں تم ان میں سے کس کا انکار کر سکتے ہو؟۔

لہذا تم وہابیوں پر اس وقت تک انگلی نہیں اٹھا سکتے جب تک خود ان کی کتابوں میں اسے اچھی طرح نہ دیکھ لو چنانچہ ان کے بارے میں جو کچھ ان کے مخالفین کہتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

سنی نے کہا: قرامطہ کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے؟۔

وہابی: وہ کافر وملحد ہیں۔

سنی: قرامطہ کا کہنا یہ ہے کہ ان کا مذہب وہی ہے جو اہلبیتؑ کا مذہب ہے. اور اہلبیتؑ کی کتابیں ہی ان کی کتابیں ہیں کیا تمہیں اہلبیتؑ

کی کتابوں میں حق اور نور کے علاوہ کچھ اور دکھائی دیتا ہے؟۔

وہابی نے کہا: قرامطہ جھوٹے ہیں، خود آپ جیسے لوگوں اور مورخین نے ان کا جھوٹ ثابت کیا ہے۔

سنی نے کہا: کیا اہل تاریخ کے قول کی صحت کے بارے میں کوئی دلیل ہے؟۔

وہابی نے کہا: جی ہاں! کیونکہ امام شافعی نے کہا ہے کہ جب چند مورخین دوسرے مورخین سے کوئی چیز نقل کرتے ہیں تو وہ محدثین کے اس قول سے بہتر ہے جہاں ایک محدث ایک ہی محدث سے کوئی قول نقل کرتا ہے۔

سنی نے کہا: لہذا اگر میں ان مورخین کا قول نقل کروں جو وہابیوں کے ساتھ رہے ہیں اور انہوں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اسی لئے انہوں نے وہابیت کے کفر کی تصریح کی ہے تو اسے قبول کرنا واجب ہے!

سنی نے مزید کہا: ہر انسان کا عمل اس کے خلاف حجت اور دلیل ہوتا ہے! چاہے وہ زبان سے اس کی تکذیب ہی کیوں نہ کرے اور چونکہ قرامطہ نے مسلمانوں کی جان و مال کو حلال قرار دیا ہے لہذا ان کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور تمہارے ارباب کا بھی یہی حال ہے۔

وہابی کو غصہ آ گیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔

سنی نے کہا: خوارج اور ان کے دین سے خارج اور منحرف ہونے سے متعلق روایات کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ نیز ان روایات کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے کہ یہ لوگ جہنم کے کتے اور دنیا میں قتل ہونے والے بدترین مقتول ہیں۔

وہابی نے کہا: ان تمام روایات سے مجموعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خوارج دین سے خارج اور عذاب خدا کے مستحق ہیں، لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حضرت علی نے نہروان میں قتل کیا تھا۔ جب کہ وہابی ایسے نہیں ہیں۔

سنی نے کہا: خوارج عذاب خدا کے مستحق کیوں ہوئے؟

کیا اس لئے کہ صحابہ نے خوارج کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں اپنی نماز اور روزوں کو معمولی سمجھا؟

وہابی نے کہا: نہیں۔

سنی نے کہا: شائد اس لئے کہ وہ زاہد تھے دنیا کی لذتوں اور آسائشوں سے دور رہتے تھے قرآن پڑھتے تھے اور اپنی رائے کے مطابق اس کی تفسیر کرتے تھے اور مخلوق کی سب سے بہترین بات کو بیان کرتے تھے (اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو خوارج کے بارے میں ہے کہ "خوارج سب سے اچھی مخلوق کا قول نقل کرتے ہیں" یعنی اپنی

زبان سے حق بات کہتے ہیں)۔

وہابی نے کہا: نہیں نہیں!!

سنی نے کہا: پھر یہ عذاب کیوں؟۔

وہابی کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

سنی نے جب یہ دیکھا کہ وہابی کے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں ہے تو اس نے خود ہی اس بحث کو ختم کرتے ہوئے کہا: خوارج صرف اس لئے خدا کے عذاب کے مستحق ہوئے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی جان و مال کو حلال سمجھا اور صرف اپنے ہی کو مسلمان سمجھتے تھے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ جو شخص بھی ایسا کرے گا اس کا بھی وہی انجام ہونے والا ہے!

آٹھویں فصل

وہابی اور غالی

ایک حقیقت

غلاۃ یا غالی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو کسی کے احترام میں اس حد تک افراط سے کام لیتے ہیں کہ اسے بشریت کے مقام و مرتبہ سے بالاتر قرار دیدیتے ہیں۔

جب محمد بن عبدالوہاب نے سرزمین نجد پر اپنی تبلیغ کا آغاز کیا اسی دور میں ایک اور مبلغ پیدا ہوا جس نے اپنی تبلیغ میں حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کے بارے میں غالیوں کے (فراموش شدہ، غلو آمیز) عقائد کو پھر سے زندہ کرنا شروع کردیا۔

یہ فرقہ اگرچہ اس لحاظ سے وہابیت سے بالکل مشابہت رکھتا ہے کہ یہ بھی اپنے مخالف کو کافر قرار دیتا ہے اور صحابہ پر لعن وطعن کرتا ہے

لیکن یہاں سے بھی چار قدم آگے، اکثر صحابہ کو کھلم کھلا کافر قرار دیتا ہے۔
اس فرقہ کا بانی شیخ احمد احسائی، متوفی ۱۲۴۱ھ ہے جس کے پیروؤں کو "شیخیہ" کہا جاتا ہے۔

احسائی کے انتقال کے بعد کاظم رشتی اس کا جانشین ہوا جس کا قیام شہر "کربلا" میں تھا۔

دیکھنا یہ ہے کہ اپنے دور میں ابھرنے والے اس بدعتی فرقہ کے ساتھ وہابیوں کا رویہ کیسا تھا؟

جس زمانہ میں "شیخیہ" نے کربلا کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا اور کاظم رشتی کے ہاتھ میں ان کی باگ ڈور تھی اسی دور میں وہابیوں نے کربلا پر حملہ کیا تھا۔ اور یہاں بھی اپنی عادتوں کے مطابق ہزاروں بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا ان کے اموال لوٹ لئے اور گھروں کو منہدم کر دیا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود نہ صرف یہ کہ کاظم رشتی کو ہر اعتبار سے امان دی گئی بلکہ اس کے گھر کو بھی پناہ گاہ قرار دیدیا یعنی جس نے بھی اس گھر میں پناہ لی اسے امان دیدی گئی!! [وہابیت تنقید اور جائزہ، مؤلفہ: ڈاکٹر ہمایوں ہمتی، ص۴۴]

یہ واقعہ، وہابیت کے اصل چہرے سے نقاب اتارنے کے لئے کافی ہے! کہ یہ لوگ خالص توحید کی تبلیغ اور شرک سے مقابلہ کرنے

کے بارے میں کس حد تک سچے اور کھرے ہیں؟۔

اس مقام پر وہابیوں کے قائد و سردار، ابن تیمیہ کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں تا کہ ایک غالی فرقہ کے بارے میں ان کے نیک خیالات بھی بخوبی معلوم ہو جائیں۔

یزیدی فرقہ وہ ہے جس نے یزید بن معاویہ جیسے شخص کے بارے میں غلو سے کام لیا ہے اسی کا ایک ٹولہ "عدویہ" کے نام سے مشہور ہے جس کا بانی عدی بن مسافر تھا اور اسی کی بنا پر اس ٹولے کو "عدویہ" کہا جاتا ہے۔

یہ لوگ پہلے "عدی بن مسافر" اور پھر یزید کے بارے میں غلو کرتے ہیں۔

ایسے عقائد کی مخالفت کے بارے میں ابن تیمیہ کے تعصب اور ہٹ دھری میں کوئی لچک نہیں دکھائی دیتی جس سے بے شمار شکوک و شبہات بھی پیدا ہوتے ہیں حتی کہ وہ آنکھ بند کر کے اپنے علاوہ تمام اسلامی فرقوں کو گمراہ، منحرف اور باطل پرست قرار دینے میں اپنی مثال آپ ہیں لہذا اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان مشرکین اور غالیوں کے بارے میں موصوف کا رول کیسا تھا؟۔

حیرت کی بات ہے کہ ابن تیمیہ نے ان خوارج کو ایک خط لکھا ہے

جس میں ان کے مسلمان اور مومن ہونے کی تعریف کی ہے اور اس میں انہیں برادرانہ شفقت و محبت کے ساتھ نصیحتیں کی ہیں جو کسی بھی اسلامی فرقے جیسے اشعریہ، امامیہ، زیدیہ، معتزلہ، مرجئہ وغیرہ کے بارے میں نہیں کہی ہیں حتیٰ کہ ان لوگوں کے بارے میں اس انداز سے ایک جملہ بھی نہیں کہا ہے۔

ابن تیمیہ کے خط کا مضمون یہ ہے: ابن تیمیہ کی طرف سے کچھ مسلمان بھائیوں کی خدمت میں جو اہل سنت والجماعت سے منسوب اور پیر، عارف ابوالبرکات عدی بن مسافر اموی (خدا ان پر اور ان کی راہ پر چلنے والوں کے اوپر رحمت نازل کرے) کے پیرو ہیں۔ اللہ ان سب کو ان کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور اپنی اور اپنے پیغمبرؐ کی اطاعت کرنے میں ان کی مدد کرے... تم پر اللہ کا درود و سلام اور اس کی رحمت ہو۔ امابعد...... [الوصیۃ الکبریٰ: ابن تیمیہ ص ۵]

اس طرح ابن تیمیہ نے ان خوارج کو اہل سنت والجماعت میں شامل کر دیا جب کہ یہ فرقہ ہر لحاظ سے غالی و گمراہ ہے اور تمام اسلامی فرقوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ غلاۃ، مشرک اور اسلام سے خارج ہیں کیونکہ انہوں نے عقیدۂ توحید کو مجروح کیا ہے۔

کیا ان تمام حرکتوں کے بعد ان کے لئے کسی وعظ و نصیحت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟۔

نویں فصل

وہابیت کس کی خدمتگار ہے؟

کیا وہابیوں نے اپنے عظیم اسلامی سماج اور معاشرہ کی بھلائی کے لئے واقعاً کبھی غور وفکر سے کام لیا ہے؟۔
کیا انہوں نے اسلامی ممالک کو استعماری طاقتوں سے محفوظ رکھنے کے بارے میں کبھی کچھ سوچا ہے؟۔
کیا اسلامی ممالک پر مغربی ملکوں کے تسلط کا وہابیوں کے اوپر کوئی اثر پڑا ہے؟۔
اسلامی ممالک میں عیسائیوں اور صہیونیوں کے نفوذ اور قبضوں کے مقابلہ میں آج تک وہابیوں نے کیا کیا؟۔
واقعاً ان کی طرفداری کرنے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر ان کا استقبال کرنے، اور مسلمانوں کی دولت کو ان کے قدموں پر نثار

کرنے، نیز ان کی عزت افزائی کے علاوہ ان لوگوں نے اور کیا حکمت عملی اختیار کی؟۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو آدمی بھی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھے گا اسے بخوبی یہ حقیقت نظر آ جائے گی کہ اسلامی ممالک کی سرحدوں کے اندر وہابی حضرات استعماری طاقتوں کے سب سے پہلے خدمتگار ہیں۔

صرف یہی نہیں! بلکہ اگر محمد بن عبد الوہاب اور ان کے بعد پیدا ہونے والے وہابیوں کے دوسرے لیڈروں کے باقیماندہ آثار کا جائزہ لیا جائے تو ان کے یہاں قوم کی تعمیر و ترقی، سماج میں عدل و انصاف کے نفاذ، مظلوم کی اعانت اور جہالت سے مقابلہ کا کوئی وجود نہیں ملتا ہے۔

حتی کہ اپنی روزمرہ کی زندگی کی فلاح و بہبود، علمی، اقتصادی اور سماجی پیشرفت کے لئے ان کا کوئی مثبت اقدام نظر نہیں آتا بلکہ صرف مسلمانوں کی تکفیر، انہیں واجب القتل قرار دینے یا انہیں قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے کے علاوہ آپ کو ان کے یہاں کسی قسم کی بھی صلح و آشتی کا کوئی پہلو نظر نہ آئے گا!!

وہابیوں کو اگر کسی چیز سے چڑھ ہے تو وہ قبر اور مسجد ہے یا وہ شخص جو انہیں یہ کہتا دکھائی دے: اے پیغمبر! آپ خدا کی بارگاہ میں میری

شفاعت فرما دیجئے گا!!

وہابیوں کا صرف یہی ایک کام ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور مشغلہ نہیں ہے یہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اسی کی بنا پر وہ مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں، محرمات کو حلال قرار دیتے ہیں اور ہر روز ایک نیا فتنہ پیدا کرتے رہتے ہیں اور اگر مسلمانوں کے کسی نئے علاقہ پر عیسائیوں یا صیہونیوں کا قبضہ ہو جائے تو انہیں اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔

صحابہ نے جناب حمزہ بن عبد المطلب کی جو زیارت کی تھی یا انہوں نے وہاں نماز ادا کی تھی اور دوسرے مسلمان بھی آج ان کی پیروی میں ایسا ہی کرتے ہیں. اسے دیکھ کر وہابیوں کا جتنا خون کھولتا ہے کیا بیت المقدس، بوسنیا اور لبنان کے مسلمانوں پر ٹوٹنے والے مظالم دیکھ کر بھی ان کا یہی حال ہوتا ہے؟۔

یا جس طرح سبط رسول خداؐ حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے صحابہ، تابعین اور حتی امام احمد بن حنبل کے دور میں بھی سینکڑوں میل کا سفر کر کے لوگ جاتے تھے (جس کا تذکرہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں گذر چکا ہے) اس کا نام سن کر جس طرح ان کی تیوریوں پر بل پڑ جاتے ہیں. کیا اسلامی ممالک کی تیل کی دولت پر امریکی تسلط کو دیکھنے کے بعد بھی انہیں اسی طرح غصہ آتا ہے؟۔

جس طرح قبر پیغمبرؐ پر پیش کیے جانے والے ہدایا و نذورات کو دیکھ کر وہ آگ بگولا ہو جاتے ہیں کیا بعض مسلم ممالک پر زبردستی لگائی جانے والی اقتصادی پابندیوں کو دیکھنے کے بعد بھی ان کا یہی حال ہوتا ہے؟۔

اے کاش! ہمیں ایسی یا اس سے ملتی جلتی کوئی تصویر، ان کے یہاں نظر آ جاتی....

واقعاً بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ قوت و طاقت تیز فکری اور جسمانی توانائیوں کا اتنا بڑا سرمایہ ان فضول کاموں میں صرف ہو جاتا ہے اور چند جاہلوں، نادانوں اور سیدھے سادے یا پست طینت لوگوں کے علاوہ کوئی ان کی طرف دھیان بھی نہیں دیتا ہے۔

آخر وہابی حضرات ان مواقع پر اتنے جذباتی اور متعصب کیوں ہو جاتے ہیں؟ اس کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

سب سے پہلے ان کی کوتاہ فکری اور تنگ نظری، کیونکہ انہیں اس کے علاوہ کچھ معلوم ہی نہیں ہے اور ان کے ذہن میں اس کے علاوہ ورکوئی فکر پیدا ہی نہیں ہو پاتی۔

دوسرے یہ کہ یہ لوگ رسم زندگی اور زمانہ کے ساتھ پیشرفت

کرنے کے صحیح معنی سمجھنے سے قاصر ہیں لہذا جدید دور کے جدید تقاضوں کے مطابق اپنے دینی، علمی اور سماجی مسائل کا حل تلاش نہیں کر سکتے اور اسی وجہ سے یہ اپنی انہیں قدیم روایتوں پر اڑے رہتے ہیں اور ان کی تعظیم یا انہیں تقدس کا لبادہ اوڑھانے میں افراط کا شکار ہیں ، تا کہ اس طرح اپنے کو اس ترقی یافتہ دنیا سے بالاتر سمجھ سکیں۔

تیسرے یہ کہ یہ تمام مسلمانوں کے بارے میں تنگ نظری اور کینہ پروری کے لئے اپنی مثال آپ ہیں یعنی یہ لوگ ان کی کوئی بھلائی دیکھنا پسند نہیں کرتے اور ان کے دل، مسلمانوں کی بدخواہی سے بھرے ہوئے ہیں۔

جو شخص بھی ان کے کھوکھلے نعروں، جھوٹ اور افتراء سے مملو تہمتوں کو دیکھتا ہے وہ ان کی کوتاہ فکری، تنگ نظری، دشمنی اور نادانی نیز کم عقلی کا بخوبی احساس کر لیتا ہے۔

مزید یہ کہ یہ لوگ دشمنان اسلام کے علی الاعلان دوست ہیں جس کے لئے کسی دلیل اور ثبوت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ کی مغربی ممالک سے اتنی دوستی نہیں ہے جتنی گہری دوستی وہابیوں اور مغربی ممالک کے درمیان پائی جاتی ہے یہ لوگ ان کی جی حضوری کرتے ہیں ان کی قربت کے خواہشمند رہتے

ہیں اور ان کی تمام حرکتوں کی حمایت اور ان کا دفاع کرتے ہیں۔ یہ وہابیوں کا ایک ایسا عقیدہ اور نظریہ ہے جس سے وہ کسی طرح دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اسلامی ممالک کے درمیان وہابیت کا وجود ایک ایسا شگاف ہے جس نے صیہونی اور صلیبی جلادوں کے لئے اسلامی ممالک کے دروازے کھول رکھے ہیں چنانچہ وہ جس طرح چاہتے ہیں آئے دن دنیائے اسلام کے ساتھ کھلواڑ کرتے رہتے ہیں، لوگوں کو بدنام کرنا، اموال کی لوٹ مار، گھروں اور آبادیوں کو ویران کرنا اور بلا خران کی ہر چیز پر قبضہ کر لینا اور ہر روز اس میں توسیع کرتے رہنا ہی ان کا بہترین مشغلہ ہے۔

جی ہاں! وہابی اپنے ان خونخوار بھائیوں کے لئے ہر جگہ زمین ہموار کرتے ہیں۔

یہ وہی عناصر ہیں جنہوں نے استعمار کے لئے ماضی میں ایسی راہ ہموار کی، کہ اسرائیل کا وہ بیج جو کہیں بھی جڑ نہیں پکڑ سکا تھا ان کی مدد سے اسے اسلامی ممالک کے قلب میں ایک تناور درخت بنا دیا گیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہر دور میں مغربی طاقتوں کی غلام حکومتوں کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں اور ان سے آزادی پانے والی تحریکوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔

یہ وہی گندے جراثیم ہیں جو اسلامی دنیا کے قلب میں مغربی ممالک کے غلاموں کے قدموں کے نیچے پھول بچھانے کے لئے تیار ہیں اور اسرائیل کو قانونی طور پر اس طرح تسلیم کرانا چاہتے ہیں کہ کسی کے ذہن میں اس کی مخالفت کا خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔

یہ لوگ وہ قابل نفرت نوکر ہیں جن کی حمایت مغربی ممالک صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعہ اہل اسلام کی کامیابی اور بیداری پر روک لگا سکیں وہ اپنے اس مقصد کی برآوری کے لئے نوکر منافق حکومتوں کی پشت پناہی کرتے ہیں جو ہر طرح کے سرد اور گرم اسلحوں سے اسلامی بیداری کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے وہابیوں نے عملی جامہ پہنایا ہے اور آج بھی وہ اس پر اڑے ہوئے ہیں اور مستقبل کے بارے میں بھی ان کا یہی پروگرام ہے۔

وہابی، مسلمانوں کی بیداری سے اسی طرح ڈرتے ہیں جس طرح اسرائیل ان سے خوفزدہ ہے کیونکہ ان دونوں کا انجام انہیں کے خاتمہ سے جڑا ہوا ہے۔

دسویں فصل

روایات زیارت وتوسل

۱۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے: "مَن زَارَنِی بَعدَ مَمَاتِی فکانّما زارنی فی حیاتی" جو شخص میری وفات کے بعد میری (قبر کی) زیارت کے لئے آئے گویا اس نے میری زندگی میں ہی مجھ سے ملاقات کی ہے۔ [سنن دار قطنی، ج ۲، ص ۲۷۸، ح ۱۹۳]

۲۔ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے: "مَن زارنی الیٰ المدینة کنتُ له شهیداً و شفیعاً یوم القیامة" جو شخص میری زیارت کے لئے مدینہ آئے گا میں روز قیامت اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا۔ [سنن ابو داؤد ج ۱، ص ۱۲، جیسا کہ ابن ابی دنیا نے کتاب وفاء الوفاء میں ص ۱۳۳۵ پر نقل کیا ہے]

۳۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے: "مَن زارنی مُحتسِباً الیٰ

المدینة کان فی جواری یوم القیامة" جو شخص قرب خدا کے لئے میری زیارت کرنے مدینہ آئے وہ روز قیامت میرے جوار میں رہے گا۔[سنن کبریٰ: بیہقی، ج ۵، ص ۲۴۵]

۴۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے: "مَن زارَ قبری وجبتْ له شفاعتی" جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت ضرور کروں گا۔[سنن دار قطنی، ج ۲، ص ۲۷۸، ح ۱۹۴]

۵۔ امام مالک نے کہا ہے: "جب بھی کوئی شخص پیغمبر کی زیارت کے لئے آئے تو پیغمبرؐ کی طرف رخ کر کے پشت بقبلہ کھڑا ہو جائے پھر آپ کے اوپر درود بھیجے اور دعا کرے" [ردّ وس المسائل: نووی، وفاء الوفاء، ص ۱۳۷۷]

۶۔ امام شافعی کے اصحاب سے نقل ہوا ہے: "زائر اس طرح پشت بقبلہ کھڑا ہو کہ اس کا چہرہ ضریح اقدس کی طرف ہو یہ امام احمد بن حنبل کا قول ہے"[وفاء الوفاء ص ۱۳۷۸]

۷۔ امام احمد بن حنبل کی کتاب العلل والسوالات سے نقل ہوا ہے: "وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ برکت حاصل کرنے کی نیت سے رسول خداؐ کے منبر پر ہاتھ پھیرنا، یا اسے چومنا، یا اسی طرح خدا سے اجر و ثواب حاصل کرنے کی غرض سے آپ کی قبر مبارک پر

بھی کام انجام دینا کیسا ہے؟۔

انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے۔ [وفاء الوفاء، ص ۱۴۰۴]

۸۔ محب طبری کہتے ہیں: "قبر کو چھونا اور اسے چومنا جائز ہے اور یہ علماء و صلحاء کا عمل ہے۔ [وفاء الوفاء، ص ۱۴۰۶]

۹۔ امام جعفر صادقؑ نے اپنے اجداد طاہرینؑ سے یہ روایت نقل کی ہے: "جناب فاطمہ زہراؑ ہر جمعہ کو جناب حمزہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتی تھیں۔ [تفسیر قرطبی، ج ۱۰، ص ۳۴۸]

توسل

۱۔ پیغمبر اکرمؐ کی دعا: "خدایا! میں تجھے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو سوال کرنے والوں کا تیرے اوپر (حق) ہے۔ [عمل الیوم و اللیلہ: ابن سنی، ص ۸۲]

۲۔ سامری حنبلی اپنی کتاب "المستوعب" میں، زیارت قبر پیغمبرؐ کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں: "زائر قبر کے پاس آئے اور اس کے روبرو، پشت بقبلہ ہو کر منبر کے داہنی طرف کھڑا ہو جائے۔

اس کے بعد انہوں نے سلام اور دعا کا یہ طریقہ ذکر کیا ہے، کہ

یوں کہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِی کِتَابِكَ لِنَبِيِّكَ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ...﴾ وَ اِنِّی قَدْ اَتَيْتُ لِنَبِيِّكَ مُسْتَغْفِراً فَاَسْأَلُكَ اَنْ تُوْجِبَ لِیَ الْمَغْفِرَةَ کَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِی حَيَاتِهِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ"

پروردگارا! تو نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا ہے:

"اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے......" (سورۂ نساء آیت ۶۴)

چنانچہ اب میں تیرے نبی کے پاس استغفار کی غرض سے آیا ہوں اور تجھ سے میرا سوال ہے کہ مجھے اسی طرح بخش دے جس طرح تو انہیں بخش دیتا تھا جو آنحضرتؐ کی حیات میں ان کے پاس آتے تھے، بارالٰہا! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے وسیلہ سے حاضر ہوا ہوں....

۳۔ صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدینؑ کی یہ دعا بھی ہے:

"وَ خَلِّصْنِی يَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ مِنْ کُلِّ غَمٍّ" پروردگارا! میں تجھے محمدؐ و آل محمدؐ کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے ہر قسم

کے ہم وغم سے نجات عطا فرما۔ [صحیفہ سجادیہ، دعا ۳۰]

۴۔ ابو علی خلال، حنبلیوں کے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ:
"جب بھی مجھے کوئی اہم ضرورت پیش آتی تھی تو میں جناب موسیٰ بن جعفرؑ کی قبر پر جا کر آپ سے توسل کرتا تھا اور اپنی حاجت حاصل کر لیتا تھا" [تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۰]

۵۔ امام شافعی لکھتے ہیں: "میں ہر روز امام ابو حنیفہ کی قبر پر جاتا ہوں، انکے وسیلے سے برکت پاتا ہوں اور جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر جاتا ہوں اور وہاں خدا سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں اور وہ کسی تعجب کے بغیر پوری ہو جاتی ہے"۔ [تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۳، مناقب ابی حنیفہ، مؤلفہ: خوارزمی، ج ۲، ص ۱۹۹]

۶۔ ابوبکر محمد بن مؤمل کہتے ہیں: "ایک روز میں اہل حدیث کے امام ابوبکر بن خزیمہ اور ان کے ساتھی ابو علی ثقفی اور دوسرے متعدد بزرگوں کے ساتھ تھا ہم سب لوگ حضرت علی رضاؑ کی قبر پر (طوس میں) گئے وہاں ہم نے ابن خزیمہ کو آپ کے روضہ میں آپ کی قبر کے سامنے نہایت ادب واحترام اور تواضع کے ساتھ اس طرح گریہ کرتے دیکھا کہ اس سے ہم سب کو حیرت ہو رہی تھی"۔ [تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۳۹، علی بن نزار بن حیان اسدی کے حالات زندگی]

ابن تیمیہ نے تحریر کیا ہے: ''امام احمد بن حنبل سے کتاب (منسک المروزی) میں پیغمبر اکرم سے توسل اور آپ کی قبر کے پاس) دعا نقل ہوئی ہے۔ ابن تیمیہ نے اس کو ابن ابی دنیا سے اتنے ذریعوں سے نقل کیا ہے جو اس کی صحت کی بہترین دلیل ہیں۔ [التوسل والوسیلہ: ابن تیمیہ، ص ۱۰۵-۶]

جو کچھ ذکر کیا گیا ہے یہ دریا کے ایک قطرہ کی مانند ہے ورنہ بزرگوں کی سیرت و اقوال میں اس موضوع سے متعلق بے پناہ ذخیرہ موجود ہے۔

گیارہویں فصل

وہابیت کے جواب میں لکھی جانے والی کتابوں کی فہرست

اکثر اسلامی فرقوں کے علماء نے وہابیت کی بدعتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر دور میں مناظرے کیے ہیں اور کتاب وسنت نیز اپنے اسلاف کی سیرت اور اجتہاد کی روشنی میں ان کے عقائد کے ابطال میں متعدد کتابیں اور رسالے تالیف کیے ہیں۔

اپنے قارئین کی آسانی کے لئے ہم اس مقام پر بعض اہم کتابوں کی فہرست اور ان کے مصنفین اور مولفین کے نام ذکر کر رہے ہیں:

۱۔ الاصول الاربعة فی تردید الوهابية، مولفه خواجه سرهندی۔

۲۔ اظهار العقوق ممن منع التوسل بالنبیّ و الولیّ

الصدوق،مؤلفہ: شیخ مشرفی مالکی جزایری۔

۳۔ الاقوال المرضیة فی الردّ علی الوھابیة،مؤلفہ:
محمد عطاء اللّٰہ۔

۴۔ الانتصار للاولیاء الابرار،مؤلفہ: شیخ طاہر
سنبل حنفی

۵۔ الاوراق البغدادیة فی الحوادث النجدیة، مؤلفہ:
شیخ ابراھیم راوی۔

۶۔ البراھین الساطعة،مؤلفہ: شیخ سلامہ عزامی۔

۷۔ البصائر لمنکری التوسل: مؤلفہ:شیخ حمد اللّٰہ
داجوی۔

۸۔ تاریخ آل سعود،مؤلفہ: ناصر السعید۔

۹۔ تجرید سیف الجھاد لمدعی الاجتھاد،مؤلفہ:
شیخ عبد اللّٰہ بن عبد اللطیف شافعی۔

۱۰۔ تحریض الأغبیاء علی الاستغاثة بالأنبیاء و
الأولیاء، مؤلفہ: شیخ عبد اللّٰہ، بن ابراھیم، میر غینی۔

۱۱۔ تھکم المقلدین بمن ادعی تجدید الدین، مؤلفہ:
شیخ محقق،محمد، بن عبد الرحمان حنبلی۔

۱۲۔ التوسل بالنبیّ و بالصالحین، مؤلفہ: ابو حامد بن مرزوق۔

۱۳۔ جلال الحق فی کشف احوال شرار الخلق، مؤلفہ: شیخ ابراھیم حلمی۔

۱۴۔ الحقایق الاسلامیة فی الردّ علی المزاعم الوھابیة بأدلة الکتاب و السنة النبویة، مؤلفہ: مالك داوود۔

۱۵۔ خلاصة الکلام فی امراء البلد الحرام،مؤلفہ: سید احمدبن زینی دحلان ،مفتی مکہ۔

۱۶۔ الدرر السنیة فی الردّ علی الوھابیة،مؤلفہ: سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ۔

۱۷۔ ردّ علی محمّد بن عبد الوھاب، مؤلفہ: شیخ اسماعیل تمیمی مالکی تونسی۔

۱۸۔ الردّ علی الوھابیة،مؤلفہ: فقیہ حنبلی عبد المحسن الأشیقری۔

۱۹۔ الردّ علی الوھابیة،مؤلفہ: شیخ ابراھیم، بن عبد القادر ریاحی تونسی مالکی۔

۲۰۔ رسائل فی الردّ علی الوھابیة۔

وہابیوں کی رد میں بہت سارے کتابچے تحریر کیے گئے ہیں جن کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کی گنتی مشکل ہے ان میں سر فہرست خود محمد بن عبدالوہاب کے دور کے لوگوں کے خطوط ہیں خاص طور سے جو کچھ حنبلی علماء نے ان کی مخالفت میں تحریر کیا ہے. ان میں سے اکثر خطوط مندرجہ ذیل کتابوں میں نقل ہوئے ہیں ملاحظہ فرمایئے: ابو حامد مرزوق کی "التوسل بالنبیؐ والصالحین"، احمد بن زینی دحلان کی "الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ اور استاد حسین حلم ایشیق کی کتاب" علماء المسلمین و الوہابیون"۔

٢١۔ سعادة الدارین فی الردّ علی الفرقتین الوهابیة و مقلدة الظاهریة: شیخ ابراهیم، بن عثمان سمنودی مصری۔

٢٢۔ السیف الباتر لعنق المنکر علی الأکابر، مؤلفه: ابو حامد مرزوق۔

٢٣۔ سیف الجبار المسلول علی اعداء الابرار، مؤلفه: شاه فضل رسول قادری۔

٢٤۔ صلح الاخوان فی الردّ علی من قال بالشرك و الکفران ،مؤلفه: شیخ داؤود بن سلیمان بغدادی۔

٢٥۔ الصواعق الالهیه فی الرد علی الوهابیة:مؤلفه:

شیخ سلیمان بن عبد الوهاب، (محمد بن عبدالوہاب کے بھائی)

۲۶۔ فتنة الوهابية: احمد بن زینی دحلان۔

۲۷۔ الفجر الصادق: شیخ جمیل صدقی زهاوی۔

۲۸۔ فصل الخطاب فی الردّ علی محمّد بن عبد الوهاب، مؤلفه: شیخ سلیمان بن عبد الوهاب (محمد بن عبد الوہاب کے بھائی)

۲۹۔ کشف الارتیاب فی اتباع محمّد بن عبد الوهاب، مؤلفه: سید محسن امین۔

۳۰۔ هذه هی الوهابية، مؤلفه: شیخ محمد جواد مُغنیه۔

ان کے علاوہ بھی متعدد کتابیں موجود ہیں جن میں سے بعض کے نام کیونکہ اس کتاب کے اندر ذکر ہو چکے ہیں لہذا ہم نے اختصار کی بنا پر ان کو یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔

ooooo